



ASSIGNMENT

جاؤ گے۔ نواب صاحب نے میرے ابا جان کو خط دے کر اجازت طلب کی۔ تیرھ چھپ کر منظر ہمارا پر آیا۔ نواب صاحب اللہ کی شان سے بالکل تندرست ہو گئے۔ کسوی بیس سال بعد ان سے ملاقات ہوئی تو نواب صاحب کی عمر ۷۰ سال ہو چکی تھی۔

مولوی صاحب بڑے فخر سے اپنے عیس کے مصائب بیان کرتے تھے جس مسجد میں ٹھہرے تھے، اس کا مٹا ہوا بیڑ منراج ہوتا۔ سردیوں کے موسم میں ٹاٹ کی علف میں لیٹ جاتے تھے۔ علی الصبح مسجد کا مٹا آتا اور لات رسید کرتا۔ علف بھی پھو جاتی اور لڑتے بھی بیدار ہو جاتے۔ دستور کے مطابق مدرسہ کے طلبہ محلے کے مختلف گھر دیں سے روٹی لاتے تھے۔ ڈپٹی صاحب بھی جاتے تھے۔ گھر دیں میں ایک گھر مولوی عبدالقادر کا بھی تھا اس کی ایک چھوٹی لڑکی تھی۔ مولوی کعبا لڑکی کو بھی بہلا دیتے تھے۔ قسمت کی ستم ظریفی دیکھ کر یہی لڑکی بڑی ہو کر مولانا بیوی بنی۔

مولوی نذیر بڑے غنیور آدمی تھے۔ سسرال والے خاوند صرف الحال تھے۔ مگر انھوں نے ان کے ساتھ ریزنا گوار نہ کیا۔ شادی کے وقت پندرہ ہزار عداوار پر ملازم بنے۔ الگ کھنڈ لائے کر رہتے تھے دلی کالج سے فارغ الخفیل تھے۔ مولوی عنایت اللہ فرماتے تھے کہ ہم لاہور سے دلی آ رہے تھے سر سید احمد خاں نے کسی بات پر کہا مولوی صاحب! میں اس لائق نہیں کہ آپ کے جوتے



سو الخیر: وہ
مغنون تحریر کریں۔

”دہشت گردی“

دہشت گردی ایک موضوع ہے جو گزشتہ دہائی سے بین الاقوامی سطح پر سب سے سمجھیر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ایڈ انٹرنیشنل فلاسفی یارڈ لاسول نے دہشت گردی کی تعریف یوں کی ہے:

”دہشت گردوں کا سیاسی عمل میں حصہ لینے کا مقصد
بے چینی پیدا کر کے سیاسی نتائج کا حصول ہوتا ہے“

انسانی زندگی کے بارے میں مختلف رائے ہیں۔ کچھ لوگ زندگی کو عیش و آرام اور سکون کا گہوارہ قرار دیتے ہیں۔ کچھ کے لیے زندگی خوشیوں کا گہوارہ اور بھولوں کی بیج ہے تو دوسروں کے لیے کائناتوں کی بیج اور غم کا گہوارہ ہے۔ غرض انسان اپنے ذاتی تجربات پر مختلف آزاد رکھنا ہے۔ مگر جو نظریہ موجودہ صورت حال میں بیج ثابت ہو تا دکھائی دیتا ہے وہ کسی صورت بھولوں کی بیج نہیں ہوتا۔

موجودہ دور میں انسان کی زندگی مصائب کے جنگل میں جیسے مغموم
بچے کی سی ہے۔ جو نہ توحید سے کلمہ کر سکتا ہے نہ تقدیر سے شفایت۔ بلکہ حالات
زمانہ کے فتنے میں بے بس و بے آسرا دکھائی دیتا ہے۔ بقول اقبال

۷ ذیل میں: 'جلیاں میں' قحط میں 'آلام ہے'
کیسی کیسی دخترانِ ایام میں

ان ہی مضامین میں ایک مسئلہ پیش کر دی ہے۔ - تھامس ہیلے پائر نے ۱۸۵۱ء میں اس مسئلہ کو پیش نظر رکھ کر انسانی زندگی کی تحریفوں

’نہ خطوط‘ نہ فتنوں اور مشتدانہ موت کا مستقل خوف۔۔
اس طرح کہ انسانی زندگی حقیر، گھٹیا اور غیر یقینی ہو جائے۔

دہشت گردی کا مطلب ہر اہری کا ایسا وحشیانہ رویہ ہے جس کے ذریعہ مختلف گروہ اپنے بچی یا سیاسی مفادات حاصل کرتے ہیں۔ عالمی جنگ دوم کے بعد دنیا میں سر دہشت گردی کی صورت حال تو فوجی ہونے لگی۔ مختلف محاذوں کی باہمی عناد پرستی اور دشمنی کی بدولت دہشت گردی کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں سے دہشت گردی کے مفہوم کو مزید وسعت حاصل ہو رہی ہے۔

”دہشت گردی کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ قتل و غارت گری، کوہنہ، بد عنوانی، مسافر طیاروں کی اغواکاری، اغوا پر ائے گاوان اور بدترین تشدد وغیرہ۔“

دہشت گردی کی کئی اقسام ہیں۔ سب سے پہلے اس دہشت گردی کا ذکر کرنے جس کی سرپرستی مختلف محاذوں پر ہے، تاکہ دشمن محاذوں کو دہشت گردی کے ذریعہ دبایا جاسکے اور اپنے مطالبات منوائے جاسکے۔ اس ضمن امریکہ کی سی آئی اے، بھارت کی راجدھانی ایٹمی اجنسی موساد سرگرم پاکستان کو دبانے کے لیے اور اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے بھارت کی تنظیم اور منصوبہ بنا چکا ہوا۔ کئی میں ہلاکات اور کئی میں ناامی ہوئی۔